بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۵ — نمبر ۲۳

زنانہ اخبار — مہینے میں دو بار

مصباح

یکم دسمبر ۱۹۳۱ء — چندہ سالانہ دو روپیہ آٹھ آنے — ۲۰ رجب المرجب ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین
اکمل

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

رحمۃ للعالمین	۳ تا ۶	سعیدہ صادقہ بیگم مولانا عبدالسلام عمر
سلک مروارید	۶ تا ۷	محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مترجمہ شمیم بریہما
پیارے محمدؐ کی پیاری باتیں	۷ تا ۱۱	محترمہ مریم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم
غیرت نسوانی کا ایک واقعہ	۱۱ تا ۱۴	مولانا ابوالعطاء اللہ دتا صاحب مبلغ فلسطین
ایران میں شادی، خونخوار عورت، گردش ایام کی نیرنگی و اہرام مصر	۱۴ تا ۱۹	ماخوذ ... //

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاہور میں سیرۃ النبی کا جلسۂ خواتین

جلسہ ہائے سیرۃ النبی کی جسقدر رپورٹیں خواتین کیطرف سے مجھے وصول ہوئی ہیں وہ سب میں نے الفضل میں بھیجدیں تا یکجا شایع ہوں - ایک رپورٹ بطور نمونہ شایع کرتا ہوں ؎

جلسہ مورخہ ۱۰ نومبر حسب سابقہ برکت علی محمڈن ہال میں زیر صدارت خوشدامن مسٹر عبدالقادر ہوا - کلام پاک کی تلاوت اور نعت کے ختم ہونے کے بعد مسٹر بھٹی اور بیش کاری تقریر کرنے کے لئے اسٹیج پر تشریف لائیں - تقریر نہایت دلپذیر تھی اور سبق آموز تھی - اکثر خواتین حیران اور شرم کھا رہی تھیں - کہ ہم مسلمان ہو کر اپنے ہادی برحق کی زندگی سے اسقدر واقف نہیں - جتنی کہ یہ غیر مذہب والی لڑکی جانتی تھی - اسکے بعد مسز محمد بیگ کا وقت تھا - انہوں نے رسول کریمؐ کے حالات عجیب اور انوکھے طرز میں بیان فرمائے جس سے ایک ادنیٰ قابلیت کا آدمی بھی سبق سیکھ سکتا ہے - اسکے بعد بیگم صاحبہ مولوی محمد علی صاحب کا وقت تھا - انہوں نے بھی اپنی عالمانہ تقریر سے حاضرین کو محظوظ کیا - انکے بعد حاجیہ امتیاز فاطمہ مدیرہ رسالہ سراج کی باری تھی - انہوں نے اپنی تقریر میں آجکل کے مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا اور بتایا کہ ہم اسوۂ حسنہ سے کسی قدر دور جا پڑے ہیں جسکا نتیجہ بھی ہم بھگت رہے ہیں کہ ہر طرف ادبار ہی ادبار ہے - اسکے بعد اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب تشریف لائیں چونکہ وقت کافی گزر چکا تھا ہر ایک تقریر کنندہ بہن نے پانچ پانچ دس دس منٹ زیادہ لئے اسواسطے صاحبہ موصوفہ کو دس منٹ دیئے گئے لیکن انہوں نے اس تھوڑے وقت سے اچھا فائدہ اٹھایا تقریر کیا تھی بقول صدر صاحبہ سمندر کو کوزہ میں بند تھا - تقریر نہایت ہی مدلل تھی اسکے بعد بنت چوہدری محمد اسحاق نے اپنا مضمون پڑھا - مضمون اچھا قابلیت سے لکھا ہوا تھا - صدر صاحبہ نے عفت عزیز کو اور اس لڑکی کو جسنے نظم ہندوستانی ہمارا پڑھی تھی دو دو روپے انعام دیا اور مس بھٹی اور بیش کاری کو پانچ روپے انعام دیا - صدر صاحبہ ہمارے شکریہ کی خاص مستحق ہیں جنہوں اس پیرانہ سالی کے اتنی تکلیف کر کے رونق بڑھائی اور پھر اپنی جیب خاص سے انعام بھی تقسیم کئے اور چندہ بھی دیا ہم اپنی محترمہ بہن خدیجہ صاحبہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں گویا جلسہ کی کامیابی کا سہرا ان کے سر تھا انہوں نے دن رات ایک کر کے دیا کہ بہت انتھک کوشش کر کے اس جلسہ کو کامیاب بنایا ؎

(محترمہ رحیمہ بیگم از لاہور بھاٹی گیٹ بازار حکیماں بمعرفت ڈاکٹر عبدالحی ایم - بی بی - ایس)

چندہ مسجد لنڈن

بروز یکشنبہ مورخہ ۱۸ ماہ حال سب ممبرات لجنہ اماء اللہ نیروبی کی خدمت میں چندہ کی تحریک کی جسپر سب بہنوں نے دلی اخلاص سے چندہ میں حصہ لیا - فہرست حسب ذیل ہے - اہلیہ صاحبہ سید معراج الدین صاحب (عاجزہ کی خوشدامن صاحبہ) ۱۰۰ شلنگ اہلیہ صاحبہ دوست محمد صاحب بیس شلنگ - اہلیہ صاحبہ عثمان یعقوب صاحب بیس شلنگ اہلیہ صاحبہ ماسٹر عبدالسلام صاحب بیس شلنگ اہلیہ شیر محمد صاحب دس شلنگ اہلیہ حاجی ایوب صاحب پانچ شلنگ اہلیہ صاحبہ محمد اکرم صاحب غوری پانچ شلنگ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عمر الدین صاحب ۱۵ شلنگ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب نقدہ شلنگ انگوٹھی طلا قیمتاً گیارہ شلنگ - کل ۱۶ شلنگ اہلیہ صاحبہ مرزا عبدالغنی صاحب (یعنی عاجزہ) ۳۰ شلنگ بہو صاحبہ حاجی ایوب صاحب ۵ شلنگ دختر کلاں نظام الدین صاحب ۲ شلنگ دختر خورد نظام الدین صاحب ایک شلنگ دختر غلام قادر صاحب ۱۵ شلنگ اہلیہ صاحبہ عبدالکریم صاحب ۴ شلنگ میزان ۲۶۸ شلنگ ؎ عاجزہ زبیدہ عالم سکرٹری لجنہ اماء اللہ نیروبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک عورتوں سے

حضورؐ نے عورت کا درجہ بلند کر دیا

دنیا میں ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو عورت کو ذلیل سمجھتا ہے۔ ان کے نزدیک عورتیں محض مردوں کی نفسانی خواہشات پورا کرنے کا ایک ذریعہ ..... ہیں۔ جب وہ مرد کے کام کی نہ رہے۔ تو اسے میلے پھٹے پرانے لباس کیطرح ہر وقت بدلا جاسکتا ہے۔ اگر اس سے ذرا بھی غلطی سرزد ہو جائے۔ تو اسے ہر قسم کی وحشیانہ سزا دی جاسکتی ہے۔ اس قسم کا سلوک اس مدت العمر کے کمزور اور بیکس رفیق سے روا رکھا جاتا ہے۔

بعثت اسلام سے قبل عورت کی حیثیت

آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے اس سے بھی بدتر سلوک عورت سے روا رکھا جاتا تھا۔ صحرا کے جاہل فرزند عورت کو انسانیت کی توہین سمجھتے تھے۔ اور وہ مردوں کے ہر قسم کے ظلم وستم کا نشانہ بنتی تھی۔ شادی کے بعد اس کی کوئی مستقل حیثیت نہ رہتی تھی۔ بعض قبائل لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ مرد جس قسم کا سلوک چاہتے۔ عورتوں سے روا رکھتے گھر میں اس کی حیثیت ایک خادمہ سے بڑھکر نہ تھی۔ بیوی کا فرض تھا۔ کہ ہر رنج وغم میں خاوند کا ساتھ دے۔ گو جوتی سے بڑھکر اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔

عورت کے حسن سلوک کا معاوضہ

خواہ اس نے ساری عمر خاوند کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھا ہو۔ اسے چاند جیسی اولاد دی ہو۔ بیماری میں راتوں جاگ کر اور سارا دن سرہانے کھڑے رہ کر اسکی تیمارداری کی ہو۔ اسکی دردناک آواز راتوں کو اس کے لئے مصروف دعا رہتی ہو۔ مگر اس کا اگر کوئی صلہ اسے ملا تو یہ کہ وہ جوؤں میں ہاری گئی۔ معمولی قصور پر اسے پیٹا گیا۔ اور گھر سے نکال دیا گیا۔ شادی کے وقت عورت تمام عمر غلام رہنے کا معاہدہ کرتی تھی۔ خاوند کی اجازت کے بغیر اسے کوئی کام کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس کی جو جائداد ہو۔ وہ خاوند کی ملکیت سمجھی جاتی تھی

عیسائیت اور ہندو مذہب میں عورت کی حیثیت

انگلستان میں عورت کو طلاق لینے کا حق حاصل نہ تھا۔ جبتک کہ وہ خود بدکاری نہ کرے۔ یا خاوند کو بدکار ثابت نہ کرے۔ ہندو مذہب میں عورت کی جبتک شادی نہ ہو۔ وہ باپ کی غلام تھی۔ اور شادی کے بعد خاوند کی۔ ہندو لاء کے مطابق شادی کے وقت لڑکی کی رضامندی کی ضرورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں - اس کے باپ یا سرپرست کو حق حاصل ہے - کہ وہ جس گڑھے میں چاہے - اُسے دھکیل دے - اور انگریزی قانون کے ماتحت سرپرست یا والد کی اجازت کی ضرورت نہیں - یہودی شریعت میں بھی عورت کو طلاق لینے کی اجازت نہیں - مسیح نے بھی عورت کو یہ حق نہ دیا - یورپ کا موجودہ قانون مسیح کی شریعت کے مطابق نہیں - عربوں میں عورت مرد کی جائداد خیال کیجاتی تھی - وہ اس سے جس قسم کا سلوک چاہتا کرتا - ہندولاء کے مطابق ایک لڑکی خواہ بچپن میں بیوہ ہو جائے - اسے دوسری شادی کا حق حاصل نہیں - قدیم یونانی جو معراج تہذیب پر تھے ان میں عورت کی کوئی جداگانہ حیثیت نہ تھی - وہ ایک مرد سے دوسرے مرد کے پاس منتقل کی جاسکتی تھی اور دوسری اشیاء کیطرح بیچی جاسکتی تھی - ایک مرد جسقدر بیویاں چاہتا اسے آزادی تھی - رومیوں میں بھی عورت کا درجہ بہت پست تھا - اس زمانہ میں لڑکیوں کو بیچنے کا عام رواج تھا - مسٹر ہنٹر شادی کی کیفیت ان الفاظ میں لکھتے ہیں " عورت ایک برائے نام قیمت پر خاوند کے سپرد کر دیجاتی تھی - اور اس سے وہی سلوک روا رکھا جاتا تھا جو غلاموں سے - قدیم عربوں اور یہودیوں میں عارضی شادیوں کا رواج تھا - یہودی لڑکی بلوغت سے پہلے بیچی جاسکتی تھی - قدیم عربوں میں عورتیں ترکے میں بانٹیں جاتی تھیں - عورتوں کی تھوڑی بہت قدر محض اسلئے تھی - کہ ان کے بغیر مردوں کا گذارہ نہیں -

ہندوستان میں ستی جیسی وحشیانہ رسم موجود تھی قدیم یونانیوں میں عورتوں کو تالوں میں قید رکھنے کا دستور تھا - بہنوں سے شادی کی اجازت تھی *

رحمۃ للعالمین کا سلوک عورتوں سے

آنحضرت نہ صرف ایک سچے دوست - ایک مہربان آقا محبّت کرنے والے خاوند - بلکہ ایک مہربان والد بھی تھے -

حضور کا وقت تین حصّوں میں تقسیم تھا - (۱) عبادت کے لئے - (۲) پبلک کے لئے - (۳) گھر کے لئے - خدا تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں آنحضرت صلعم پر جنہوں نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی -

کہ تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے اہل سے اچھا سلوک کرتا ہے - آخری وعظ میں آنحضرت صلعم نے اپنی اُمّت کو وصیّت کی اور فرمایا " اے لوگو میں نہیں جانتا کہ آئندہ سال میں زندہ بھی رہوں گا یا نہیں - تمہارے کچھ حقوق عورتوں پر ہیں - اور عورتوں کے تم پر - اپنی بیویوں سے محبّت اور نرمی کا سلوک کرو - خدا تعالیٰ نے انہیں تمہارے پاس امانت رکھا ہے - اور وہ تم پر حلال کیگئی ہیں "

قرآن پاک کے ارشادات

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے " اپنی بیویوں سے نرمی اور حلم کا سلوک کرو - اور ان سے اعلےٰ معاشرت برتو اگر ان سے کوئی امر تمہاری مرضی کے خلاف سرزد ہو جائے تو برداشت کرو - ممکن ہے - کہ تم ایک شئے کو ناپسند کرو حالانکہ خدا تعالیٰ نے اسمیں تمہارے لئے بہتری رکھی ہو "

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول پاک کا عمل

عمل قول سے زیادہ اثر رکھتا ہے۔ آنحضرت نہایت ہی مہربانی کرنے والے خاوند تھے۔ عنفوان شباب میں آپؐ نے ایک ادھیڑ عمر کی بیوہ سے شادی کی۔ ایسی شادیوں میں عموماً تعلقات میں ناخوشگواری پیدا ہو جایا کرتی ہے عرب جیسے گرم ملک میں عورتیں چھوٹی عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ اسلئے اس ملک کی آب و ہوا کے لحاظ سے چالیس سال کی عمر معمولی عمر نہیں۔ بلکہ ایک عورت کے لئے کافی زیادہ عمر ہے۔ مگر ۲۵ سال کی طویل عرصے میں گھر میں ایکدفعہ کبھی بدمزگی پیدا نہیں ہوئی بلکہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد بھی حضور اس کی سہیلیوں کے لئے تحائف بھیجا کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ سے سلوک

جب حضرت فاطمہ تشریف لاتیں تو حضور ان کی عزت کیلئے کھڑے ہو جاتے۔ اور محبت سے اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

کیرکٹر بنانے کے لئے سب سے زیادہ ضرورت عملی نمونہ کی ہے۔

بیہقی کی روایت

بیہقی حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ

اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی۔

ترجمہ:۔ جب انسان شادی کرتا ہے۔ تو وہ اپنا نصف حصہ پورا کر لیتا ہے۔ اسلئے لازم ہے۔ کہ خدا سے ڈر کر دوسرے حصے کو بھی پورا کرلے

آنحضرت فرماتے ہیں "اکمل المومنین احسنہم خلقا و خیارکم خیارکم نسائہم۔

جسقدر انسان اپنی بیوی سے محبت اور پیار کا سلوک کرتا ہے۔ اتنا ہی اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔

جنت صرف مردوں کے لئے وقف نہیں۔ عورتیں بھی اس میں برابر ہی حصہ دار ہیں۔ المرءۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا واحصنت فرجہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت۔

جو عورت نمازوں کی حفاظت کرتی ہے۔ رمضان کے روزہ رکھتی ہے۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہوگی۔

آنحضرت کا لڑکی سے سلوک کے متعلق حکم

آنحضرتؐ نے فرمایا

"کیا میں تمہیں ایسی خیرات بتلاؤں جس سے بہتر کوئی خیرات نہیں وہ یہ ہے۔ کہ جب تیری لڑکی کا دنیا میں کوئی مددگار نہ ہو۔ اور وہ مدد کے لئے تیرے پاس آئی ہو۔ تو تو اسکی مدد کرو

آپؐ فرماتے ہیں "عورت اور یتیم کے بارے میں خدا سے ڈرو"

آپؐ ہماری قوت واہمہ ہی کو دنیا دی آدمی کیطرح اپیل نہیں کرتے۔ بلکہ نیکی اور اتقا کا درس دیتے ہیں۔ ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے۔ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔ اگر دل میں خدا کا خوف ہو۔ جیسا آنحضرت کے دل میں تھا۔ تو پھر تعلقات زن و شوہری میں کبھی اختلال پیدا نہیں ہو سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلک مروارید

آقائے نامدار کی تعلیم

(۱) عسر یسر میں نیت کو صاف رکھو - (۲) اپنے ابنائے جنس پر رحم کرو (۳) عورتوں کی عزت کرو (۴) حقوق ہمسایہ کی نگہداشت کرو (۵) تقویٰ سے طہارت پر کاربند رہو۔

حکیمانہ اقوال حضرت عمرؓ

(۱) جو شخص اپنا راز افشا ہونے سے بچاتا ہے گویا اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے - (۲) سب سے زیادہ دانا وہ ہے جو اپنے افعال کی اچھی تاویل کرتا ہے - (۳) لوگوں کی آنکھ میں تم اپنی حیثیت کو بھول نہ جاؤ -

حضرت عثمانؓ

(۱) آخرت کا غم دل کے لئے بمنزلہ نور ہے - اور دنیا کا غم اندھیرا خوفناک (۲) میں نے چار باتوں میں عبادت الٰہی کا مزا پایا - (ا) فرائض الٰہی میں (ب) خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنے میں (ج) خدا کے نیک کام بتلائے ہوؤں کی تکمیل میں (د) غضب الٰہی سے ڈر کر برے کاموں سے بچنے میں (۳) اس شخص پر تعجب ہے - جو (۱) موت کا یقین رکھتے ہوئے پھر ہنستا ہے (۲) جو دنیا کو فانی جانتے ہوئے اس سے دل لگاتا ہے - (۳) دوزخ کے یقین پر بھی گناہ کرتا ہے (۴) خدا کو جانتے ہوئے غیر اللہ کا ذکر کرتا ہے (۵) بہشت کو جاوداں جانتے ہوئے دنیائے فانی کے ساتھ چین کرتا ہے - (۶) شیطان کو دشمن جانتے ہوئے اس کا کہنا مانتا ہے - (۷) تقدیر کا قائل ہونے کے باوجود کسی بات کے فوت ہو جانے پر تاسف کرتا ہے - (۸) جو حساب آخرت کا قائل ہے پھر کھوٹے اعمال جمع کرتا ہے -

حضرت علی المرتضیٰؓ

انسان کی قدر کا اندازہ اسکی ہمت سے - صداقت کا اندازہ مروت سے - شجاعت کا اندازہ حمیت سے اور پاکدامنی کا اندازہ اس کی غیرت سے ہوتا ہے - (۲) صبر کی دو قسمیں ہیں (۱) مصیبت پر صبر کرنا - (۲) نفس کی خواہش سے اپنے تئیں روکنا (۳) راہ خدا میں کم دینے سے شرم مت کرو - کیونکہ بالکل محرومی کم دینے سے بھی کم ہے (۴) پاکدامنی عورت کا زیور ہے -

حضرت شیث علیہ السلام

(۱) انسان کو چاہئے شدت و محنت کے وقت صبر کرے (۲) بادشاہ کو چاہئے - کہ اہل علم سے احسان کرے - تاکہ دوسروں کو بھی تحصیل علم کا شوق ہو -

حضرت ادریسؑ

تین نیکیاں سب نیکیوں سے بہتر ہیں - (۱) غصہ کے وقت بردباری (۲) تنگدستی میں سخاوت (۳) قدرت کیوقت درگذر (۴) عاقل وہ ہے جو تین شخصوں کو بنظر حقارت نہ دیکھے (۱) بادشاہ وقت کو (۲) عالم کو (۳) سچے دوست کو - کیونکہ جس نے بادشاہ کی حقارت کی زندگی کا مزہ کھویا جس نے عالم کو خوار سمجھا اپنے دین کا نقصان کیا - اور جس نے دوست کی بے قدری کی اس نے مروت کے درخت کی جڑ پر گویا تبر رکھدیا -

حکیم فیثا غورس

جو شخص تجھ کو تیرے عیب سے آگاہ کرے اسکی عزت اس سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زیادہ کر جس نے تجھ کو خوشامد کی باتوں سے مغرور کر دیا ہے (۲) خدا کا پیارا وہ ہے۔ جو خیال و فکر بد کو جو دل پر گزرے پرواہ نہیں کرتا۔ (۳) وہ کام کر جو کرنے کے لائق ہو۔ نہ وہ کہ جنکو تیرا جی چاہتا ہے۔

حکیم متی بن یونس

سعادت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) نفسانی (۲) بدنی (۳) خارجی

نفسانی سعادت علوم حقیقیہ اخلاق حمیدہ اور فضائل پسندیدہ کا نام ہے۔ اور خوش خوئی ان لوازمات سے ہے۔ سعادت بدنی کمال اعضا ہے۔ کیونکہ یہ اس کے تحصیل کے آلات ہیں۔ خارجی سعادت صرف مال نفقات سے مراد ہے۔ محل و فروع پر شرع کے مطابق یہ تینوں سعادتیں اگر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ تو انسان کے کامل ہونے میں شبہ نہیں۔

یعقوب بن اسحاق

جو شخص اپنے نفس کا مالک ہوا وہ ساری اقلیم کا مالک ہے

قوت شہوی خنزیر ہے۔ قوت غضبی کتا اور قوت عقل بادشاہ جو قوت ان میں سے غالب آئیگی آدمی کو اپنے رنگ میں رنگ لیگی۔

حکیم باسلیوس

دنیا میں نفس کو مسافر سمجھ اور غریبوں کی عزت کر (۲)

جس طرح ملاح ہر ہوا میں کشتی نہیں چلاتا عقلمند کو چاہیئے کہ ہر خیال جو دل میں گزرے اس کی پیروی پر نہ لگ جائے۔ حرام کھانے اور طمع سے پرہیز کر کیونکہ ممکن ہے۔ تو اس میں کامیاب ہو جائے۔ مگر جب تیرے خزانے پر ہو گئے تو دل ایمان سے خالی ہو جائیگا۔ والسلام

(امتہ الحفیظ بیگم شمیم بریہما)

پیارے محمدؐ کی پیاری باتیں

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

متواتر کئی دن کی سوچ بچار کے بعد آخر طبیعت اسی بات پر تیار ہوئی۔ کہ گذشتہ سال کے ہیڈنگ پر ہی مضمون لکھوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال کب احاطہ تحریر میں آسکتے ہیں۔ خواہ لکھتے لکھتے سالہا سال گذر جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جس کے وہ محبوب اور فرستادہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق فرمایا ہے۔ انک لعلےٰ خلق عظیم سارا قرآن ہی اس کا خلق ہے۔ اور قرآن کریم الیہ علوم ومعارف کا خزانہ اور منبع ہے۔ اگر غور و تدبر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو اس کا ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ ایسے معانی اپنے اندر رکھتا ہے۔ جسکی تشریح قیامت تک بھی نہ ہو سکے۔ یہ ایسی قادر یکتا خدا کی کتاب ہے۔ جس کے متعلق آتا ہے لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ کیا معنے اگر تمام دنیا کے اشجار اور کئی سمندر سیاہی بن جائیں۔ تب بھی اس خدائے لم یزل لایزال کی باتیں ختم نہ ہوں۔ خواہ اسکی مانند اور کئی سمند آجائیں

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البخیل الذی من ذکرت عندہٗ فلم یصل علی۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بخیل وہ شخص ہے۔ جس کے پاس میرا ذکر آئے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ سب سے پہلی بات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متبعین کو بتائی وہ کلمۂ توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ ہے۔ تمام خطبات گزشتہ زمانہ سے لیکر آجتک ان سب کی ابتدا کلمۂ شہادت سے ہوتی رہی ہے۔ پہلے جملہ لا الٰہ الا اللہ کے تین فوائد ہیں۔

پہلا فائدہ اس کا یہ ہے۔ کہ جو شخص بلند آواز سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس کو مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ جب اسے حقیقی طور پر ایمان آتا ہے۔ تو دنیا کے تمام ذرائع و اسباب میں جو حصول مقاصد کیلئے مفید و بابرکت ہو سکتے ہیں۔ یقین کر لیتا ہے۔ کہ حقیقی تاثیر میرے مولا کی ہے۔ تیسرا فائدہ اس کا یہ ہے۔ جس کی شہادت کے لئے تمام انبیاء و اولیا یک زبان ہیں۔ کہ جب اس کی کثرت کیجائے اور بار بار اس کو دہرایا جائے۔ تو خدا تک پہنچنے کے لئے جتنے پردے حائل ہیں۔ سب اٹھ جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کا جملہ اسلئے لگایا۔ کہ زمانہ ماضی میں آپؐ نے دیکھ لیا تھا۔ کہ لوگوں نے پہلے ہادیوں کو معبود بنا لیا۔ اسلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید کی تکمیل کے لئے کہ خدا کی معبودیت میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ اپنے آپ کو عبد سمجھانے کے لئے یہ کلمہ پڑھا دیا۔ تا میری قوم وہ نہ کرے جو پہلی قوموں نے کیا اس طرح پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متبعین کو ایک خدا کی پرستش کی ہدایت دی اور آپؐ کی اس بتائی ہوئی تعلیم کے ذریعہ شرک کی نہاں در نہاں مضرت رساں برائیوں سے لوگوں نے نجات پائی۔ اور شرک ایسی بلا ہے جسکے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں کبھی نہیں بخشوں گا +

آداب مجلس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ ہدایت یہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب مجلس میں بیٹھو ستر بار استغفار پڑھو۔ اسمیں یہ حکمت ہے۔ کہ انسان استغفار پڑھنے سے بد لوگوں کے برے اثرات اور ان ناپاک خیالات کی گندی رَو سے جو برے لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ محفوظ و مصئون ہو جاتا ہے پھر چھینک کے متعلق فرمایا۔ جب مجلس میں کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ پڑھے۔ یعنی اس پر اللہ تعالےٰ کا شکر کرے۔ کہ اس نے مضر مادوں سے نجات پائی۔ چونکہ مجلس میں چھینکنا بھی ایک نقص ہے۔ اس لئے الحمد للہ پڑھو کہ تمام نقائص اور عیوب سے منزہ صرف اللہ ہے۔ الحمد للہ ایسا پاک کلمہ ہے اور اس میں ایسے سمندر حکمت الٰہی کے بھرے پڑے ہیں۔ کہ جنکا خاتمہ ہی نہیں؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصائب و آلام میں واقعی اللہ تعالیٰ کی ہی ذات الحمد للہ کہے جانے کے لائق ہے۔ الحمد للہ کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کے صلوٰۃ ہوتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ کلِّ حال کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ انجام کار ان کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے۔ غور فرمائیں۔ جن مصائب کے وقت صبر کرنے والے انسان کو ان انعامات کا تصور آ جاوے جو اس کو اللہ تعالےٰ کیطرف سے عطا ہونیکا وعدہ ہے۔ تو بھلا اس کے لئے پھر وہ مصیبت مصیبت رہ سکتی ہے؟ یا غم غم رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس رحمت خداوندی کے مستحق وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو مصیبت پہنچنے کے وقت کہتے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ پس الحمد للہ کیسا پاک کلمہ ہے۔ اور کیسی پاک تعلیم ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو سکھائی۔ یہ نہایت ہی لطیف نکتہ معرفت ہے۔ اور دلکو موہ لینے والی بات یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم بھی اسی سے شروع ہوا۔ اور خطبوں کی ابتدا بھی اسی سے ہے۔

ماں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ماں کی فرمانبرداری اور خدمت گذاری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اور جنت سے قریب کرتی ہے۔ اسی طرح ماں کے ساتھ بدسلوکی اور بے ادبی کرنے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوتا ہے۔ اور الٰہی انعامات وافضال سے دور ہو جاتا ہے۔ خواہ دوسرے اعمال اچھے ہی ہوں +

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکیوں کیساتھ لطف و محبت کیساتھ پیش آنیکی تاکید فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھکر کوئی خیرات نہیں ہو سکتی۔ کہ تو اپنی لڑکی کی مدد اور خبرگیری کرے۔ جبکہ وہ تیرے پاس آئی ہو۔ اس کی مدد کرنا بہترین نیکیوں سے ہے۔ پھر ایک موقعہ پر فرماتے ہیں۔ جسکو اللہ تعالےٰ نے لڑکیاں دے۔ اور وہ ان کے ساتھ سلوک کرے۔ یعنی انہیں تعلیم دلوا کر خدا رسیدہ بنائے۔ تو یہ لڑکیاں اس شخص کے لئے دوزخ کی آگ سے پردہ ہو جائیں گی۔ پھر فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی۔ یعنی علمی تربیت سے انہیں مالامال کیا۔ وہ اور میں قیامت کے دن یوں ہوں گے۔ پھر آپ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔ مطلب یہ کہ ایسا شخص میرے ساتھ ہوگا +

پھر عورت کے عام حقوق کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عورت اور یتیم کے بارے میں اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اسلئے۔ کہ یہ دونوں طبقے کمزور ہیں۔ ان کی کمزوری کیوجہ سے ان کی حق تلفی نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ سے ڈر کر ان کے حق ادا کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے۔ تو تم سے خدا باز پرس کریگا۔ پھر عورتوں کی حیثیت کے مطابق ارشاد ہوتا ہے ...... خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔ یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جسکا سلوک اپنی بیوی سے بہت اچھا ہے۔ فرمایا میرا سلوک اپنی بیویوں سے تم سب سے اچھا ہے۔ گویا لوگوں کو بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی۔ اور اسکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک اعلےٰ درجہ کا معیار قرار دیا۔ اسے حاضرات ذرا غور سے سنیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری وقت بھی ہماری فلاح و بہبودی کا خیال تھا۔ جو الوداعی خطبہ آپؐ نے عرفات میں دیا۔ اس میں آپ حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں "لوگو" کچھ حقوق عورتوں کے ذمہ تمہارے ہیں۔ اور کچھ حقوق ان کے تمہارے ذمہ ہیں۔ اپنی بیویوں کے ساتھ رحم سے ہمیشہ پیش آیا کرو۔ تم نے اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر ان سے شادی کی ہے۔ اور الٰہی احکام کے ماتحت وہ تم پر حلال کی گئی ہیں۔ اور تم نے خدا تعالےٰ کی ذمہ واری پر ان کو اپنی حفاظت میں لیا ہے۔ گویا آخری وصیت میں بھی آپؐ نے عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی نہایت مؤثر طرز میں لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ اللھم صلی علےٰ محمد وبارک وسلم

عورتوں مردوں میں مساوات کے متعلق ارشاد ہے۔ فرمایا عورت بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اسکے قرب کو انہی شرائط کی پابندی کرتے ہوئے حاصل کر سکتی ہے۔ جو مردوں کے لئے مقرر ہیں۔ جیسا کہ آپؐ فرماتے ہیں المرأۃ اذا صلت خمسہا وصامت شہرھا واحصنت فرجہا واطاعت بعلہا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت۔

ایک ایماندار عورت شریعت کے احکام کی پابندی کر کے جنت میں جس دروازے سے چاہے۔ داخل ہو سکتی ہے۔ گویا معنی۔ اللہ تعالےٰ کے قرب اور روحانی ارتقاء کا کوئی درجہ بھی مردوں کے لئے مخصوص نہیں عورتیں بھی اپنے اعمال کے مطابق تمام مدارج حاصل کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ومن یعمل من الصّٰلحٰت من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فاولٰئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا۔

رحم کی ہدایت ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے چیونٹیوں کا گھر دیکھا۔ اور جلا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس جلے ہوئے گھر کو دیکھا۔ تو فرمایا یہ چیونٹیوں کا گھر کس نے جلایا۔ ہمنے عرض کی۔ کہ یارسول اللہ ہمنے ایسا کیا ہے۔ فرمایا۔ آگ سے عذاب دینا بجز آگ کے مالک کے کسی کیلئے شایان نہیں۔ ایکبار آپؐ نے ایک انصاری کے باغ میں ایک اونٹنی کو بھوکا دیکھا۔ آپؐ انصاری پر ناراض ہوئے۔ اور اونٹنی کے کوہان پر دست مبارک پھیر کر اُسے پیار کیا۔ ایکدفعہ ایک شخص نے کبوتر کے بچے پکڑ لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے دیکھ لیا۔ اُسے فرمایا۔ ارجع لھن حتیٰ تضعھن من اخذتھن واصرھن۔ انہیں لیجاؤ۔ جہاں سے لائے ہو۔ وہیں ان کی ماں کے پاس چھوڑ آؤ وہ بیقرار ہے۔ تم ذبح کرو تو چھری تیز کرلو۔ اور مذبوح کو آرام دو۔ فرماتے ہیں۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ الراحمون یرحمھم الرحمٰن۔ یعنی رحم کرنے والوں پر خدا رحم کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر جاندار چیز کے ساتھ بھلائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے میں انسان کو اجر ملیگا۔ آپؐ نے حیوانات کے ساتھ بھلائی کرنے کی لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ اور ایک کنجنی کا واقعہ بیان فرمایا جسنے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی اس نیکی کے عوض توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آخر کار وہ جنت کی وارث ہوئی۔ لیکن دوسری عورت جس نے بلّی کو گھر میں بھوکی پیاسی باندھ چھوڑا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ اسکی اللہ تعالےٰ نے بھی کوئی پرواہ نہ کی آخر کار وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی۔ کسی چیز کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے انسان کو کیا علم کہ کونسا عمل اس کا اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا باعث ہو۔ فرماتے ہیں۔ الخلق عیال اللّٰہ فاحب الخلق الی اللّٰہ من احسن الی عیالہ۔

مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے۔ پس اللہ تعالےٰ کو بھی وہی شخص محبوب ہے۔ جو اس کے عیال کیساتھ نیکی کرنا اور بھلائی سے پیش آتا ہے۔ پس یہ چند باتیں یا چند ہدایات ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ گویا سمندر میں سے ایک قطرہ ہیں۔ جس کو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا اللہ تعالےٰ ہم سب کو پیارے محمدؐ کی پیاری باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

اللّٰھم صل علی محمد وبارک وسلم۔ واٰخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

(راقمہ مریم اہلیہ حافظ روشن علیصاحب مرحوم)

مصباح کی توسیع اشاعت میں احمدی بہنیں خاص توجہ فرماویں:

(مینیجر)

عورتوں کی بہادری

اور

خدمتِ اسلام

غیرتِ نسوانی کا ایک واقعہ

قربانی اور ایثار کا دارومدار زیادہ تر جذبات کی دنیا سے وابستہ ہے۔ یعنی بسا اوقات انسان عقلی طور پر ایک قربانی کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ مگر جذبات اس کی عقل پر غالب آتے۔ اور اس کو ایثار سے روک دیتے ہیں اسی طرح جذبات ہی ہیں جو اپنے اصلی رنگ میں قربانی کے محرک بھی ہوتے ہیں۔ اور انسان جذبہ ایثار سے متاثر ہو کر وہ کچھ کر گزرتا ہے۔ کہ دنیا کے لوگ ششدر و حیران رہ جاتے ہیں۔

یہ ظاہر امر ہے۔ کہ جذبات کے تاثر اور تاثیر میں قدرت نے مرد کی نسبت عورت کو زیادہ حصہ دیا ہے۔ اور مردوں کے جذباتِ ایثار بھی بہت حد تک عورتوں کی قربانی اور پختگی کے شرمندہ احسان ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرد کی بزدلی اور قربانی سے انحراف میں بھی اہل و عیال کے مستقبل کا فکر ایک نمایاں سبب ہوتا ہے۔ لوگ مالی قربانی کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہمارے بچے کیا کھائیں گے۔ جانی قربانی سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے بچوں اور دیگر متعلقین کا کون نگران

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا۔

اس بات کے بالمقابل ایک دوسرا رنگ بھی ہے کہ انسان اپنی کمزور افراد کی وجہ سے حیرت انگیز قربانی کرتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ان کی طرف سے جب جرأت و شجاعت کا اظہار ہوتا ہے۔ تو لازماً مرد کی جرأت پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔ نیز جب اسے قربانی نہ کرنے کی صورت میں اپنے اہل و عیال کی عزت خطرہ میں نظر آتی ہے۔ تب بھی قربانی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ قدیم زمانے میں عرب میدان جنگ میں عورتوں کو ساتھ لیجاتے تھے۔ اگر مرد بھاگنے کا ارادہ کرتے تھے۔ تو عورتیں کہتی تھیں۔ کہ سوچ لو ہمارا کیا حشر ہوگا۔ اسلام کے خلاف کفار عرب نے جو جنگیں لڑی ہیں۔ ان میں کئی موقعوں پر محض عورتوں کے غیرت دلانے سے عرب کے لوگ میدان میں ڈٹے رہے۔ حتیٰ کہ مر گئے یا غالب ہو گئے۔ صلیبی جنگوں کی تاریخ بھی بتلاتی ہے۔ کہ اس طویل عرصہ میں اس سلسلہ کو جاری رکھنے میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ تھا۔ یورپ کی اقوام کی لڑائیوں میں بھی عورتوں کی بہادری و غیرت دلانے نے غیر معمولی اثر پیدا کیا ہے۔ ہندوستان میں راجپوت قوم کی عورتوں کی جانبازی و جان نثاری صفحات تاریخ میں روشن نظر آتی ہے۔ ڈگمگاتے ہوئے اور پست ہمت شاہسواروں کو انہیں کے الفاظ نے نہ ہلنے والی چٹان بنا دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں رسم ستی کا رواج بھی دراصل جذبات غیرت کی انگیخت کا ایک نمونہ تھا۔ بہر حال عورت میدان جنگ کی زبردست محرک اور جان فروش سپاہی ہے۔

مگر خاموش۔ اسکی تلوار میں جھنکار نہیں۔ اور اس کے نعرے میں آواز نہیں۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ اس کی تاثیر نہایت قوی ہے۔

اسلام کے بعد جاہلیت کے طریقوں کو تو خیرباد کر دیا۔ مگر غیرت ملی اور محبت دینی کا جو رنگ ان میں پایا گیا۔ اور جس طرح انہوں نے مردوں کے دوش بدوش خدمت دینی میں حصہ لیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اگر مرد اسلام کے نام پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آن پر کٹ مرتے تھے تو عورتوں میں بھی یہ جذبہ کم نہ تھا۔ بلکہ اگر باریک نگاہ سے دیکھا جاوے۔ تو مردوں کی قربانی میں بھی اس "خاموش کارکن" کا نمایاں حصہ تھا۔ آغاز اسلام میں ماں اپنے بچے کو میدان جہاد میں بھیجتے ہوئے آہ و فغاں سے آسمان سر پر نہ اٹھا لیتی تھی۔ بہنیں اور بیٹیاں ماتم شروع نہ کر دیتی تھیں۔ بیویاں شکستہ خاطر ہو کر اظہار غم میں بے قابو نہ ہو جاتی تھیں۔ بلکہ وہ اسلام کی قابل قدر بیٹیاں اپنے عزیز کو خدا کی راہ میں جاتا دیکھ کر ایک فخر محسوس کرتی تھیں۔ اور خوشی خوشی اسے اسلام کی خدمت کیلئے بہترین سپاہی ثابت ہونے کی وصیت کرتی تھیں۔ انہیں بشری طور پر ایک غم ہوتا تھا۔ مگر ان کی دینی غیرت اور اسلامی محبت اور فطرتی بہادری اس غم پر غالب ہوتی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ ہر سپاہی میدان جنگ میں جرأت کے کارنامے دکھاتا تھا۔

بد قسمتی سے جب اسلام کا تنزل ہوا مسلمانوں میں فشل و بزدلی نے راہ پائی۔ اور ایثار و قربانی عنقا کی طرح مفقود ہو گئی۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عورتوں

میں بزدلی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور اسکی وجہ سے مردوں کے رہے سہے حوصلے بھی جاتے رہے۔ یہ آثار قوموں کی موت کی علامت ہوتے ہیں۔ زندہ قوموں کا حال صحابہ کیطرح ہوتا ہے۔ اور ان کی عورتیں بہادری میں صحابیات کے رنگ پر ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ احمدی بہنوں کو اس رنگ سے کامل طور پر رنگین کرے۔ موجودہ حالت بہت کچھ ترقی کی محتاج ہے۔

ذیل میں میں عورتوں کی عزت کا ایک تاریخی واقعہ درج کرتا ہوں۔ یہ ایک عربی اخبار "فلسطین" (۲۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء) میں شائع ہوا ہے۔ پہلے اس کی عربی عبارت درج کروں گا۔ تاکہ اہل علم بھی فائدہ اٹھائیں۔ بعد میں ترجمہ کردونگا:-

"ان مدینة "شندروف" حوصرت من الاعداء وطال امد حصارها حتی تعذر علی سکانها الحصول علی قوت یومهم وباتت الامهات واطفالهن یتقلبون علی تل جمر الفضا لا یجدون کسرة یسدون بها الرمق ویئس حماة المدینة من وصول النجدة المنتظرة فعقدوا اجتماعا فی منزل حاکم المدینة لیروا رأیهم فی الامر وتناولوا طویلا وفیهم من یری التسلیم للعدو ومن یری الموت ولا التسلیم۔ وتکلم کبیرهم وقال لو کان الامر یتعلق بنا نحن الرجال لکنت اول من یکشف عن صدره لرصاص الاعداء مفضلا الموت علی ذل التسلیم۔ اما وهناک النساء واطفالهن فلیس فی مقدور الانسان ان یری تلک الوجوه المصفرة من الجوع کانها الازهار حرمت الماء فذبلت واقتربت من النهایة۔ لهذا وحده اقول بوجوب التسلیم ووافق الجمیع علی قوله۔ وسمعت نساء المدینة بالخبر۔ تسرب الیهن من احدی نساء القصر قد تکون زوج الحاکم نفسه فثار ثائرهن وما ان بزغت شمس الیوم التالی حتی کنت تراهن یهاجمن القصر صاخبات صائحات الموت ولا العار۔ لا تحملونا هذه المسؤولیة ولا تلصقوا بنا امام الاجیال القادمة هذا العار الذی لا یمحی۔ نموت واطفالنا الف مرة ولا تحنی "شندروف" رأسها للاعداء بسببنا۔ وامام هذه البطولة الحقة وامام هذه الشجاعة الخارقة لم یستطع حماة المدینة الا ان یغیروا قرارهم السابق ویصبروا فی ذالک الاسبوع ووصلت النجدة المنتظرة وسلمت المدینة"

خلاصہ ترجمہ:- شہر شندروف کا دشمنوں نے محاصرہ کر لیا۔ اور اس محاصرہ کی مدت اتنی لمبی ہو گئی کہ اہل شہر کے لئے خوراک میسر آنی مشکل ہو گئی۔ مائیں اور ان کے ننھے بچے انگاروں پر لیٹتے ہوئے رات بسر کرتے تھے۔ جان بچانے کے لئے انہیں ٹکڑا تک نہ ملتا تھا جب شہر کے ذمہ وار اصحاب بیرونی مدد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے آنے سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے حاکم شہر کے مکان پر عام اجتماع کیا۔ تاکہ لوگوں کی رائے معلوم کریں۔ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ان میں سے بعض دشمن کی اطاعت کر لینے کے حق میں تھے۔ اور بعض اس ذلت کی بجائے موت کو ترجیح دیتے تھے۔ آخر ان میں سے رئیس کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا دیکھو اگر تو معاملہ ہم مردوں کا ہی ہوتا۔ تو میں پہلا شخص تھا جو دشمن کی گولی کے لئے سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا اور اطاعت کی ذلت پر موت کو ترجیح دیتا۔ لیکن یہاں پر عورتیں اور ننھے بچے بھی ہیں۔ انسانی طاقت سے باہر ہے۔ کہ بھوک کی تکلیف سے ان زرد زرد چہروں کو دیکھ سکے۔ گویا کہ وہ پھول ہیں جو پانی نہ ملنے سے مرجھا گئے۔ اور خشک ہونے کے قریب ہیں۔ اس لئے اور صرف اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہمیں اطاعت کر لینی چاہئیے۔ سب حاضرین نے اس پر اتفاق کر لیا اور جلسہ برخاست ہو گیا۔ جب شہر کی عورتوں نے یہ خبر سنی جو کہ حاکم شہر کی بیوی نے ہی ان تک پہنچائی تھی۔ تو ان میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔ چنانچہ صبح کے سورج نکلنے سے پہلے پہلے وہ حاکم کے محل پر جمع ہو گئیں۔ اور چلانا شروع کر دیا۔ کہ خدارا موت قبول کر لو۔ مگر یہ ذلت برداشت نہ کرو۔ ہمیں اس ذمہ داری کے لئے جوابدہ نہ بناؤ۔ اور آئندہ نسلوں کے سامنے ہمیں اس نہ مٹ سکنے والی ذلت میں مت ظاہر کرو۔ ہم اور ہمارے بچے ہزار مرتبہ مر جائیں لیکن "شندروف" ہماری وجہ سے دشمنوں کے سامنے سرنگوں نہ ہو گا۔

عورتوں کی اس سچی بہادری اور خارق عادت شجاعت نے مردوں کو مجبور کر دیا۔ کہ وہ اپنی گذشتہ قرارداد کو منسوخ کر دیں اور صبر کے ساتھ انتظار کریں حسن اتفاق سے اس ہفتہ میں وہ امداد بھی پہنچ گئی جسکا انتظار تھا اور شہر "شندروف" بچ گیا۔ فقط

(ابوالعطاء جالندھری)

ایران میں شادی

ایران میں کمسنی کی شادی بالکل عنقا ہے۔ متوسط امرا میں منگنی کی رسم تو جلد ادا کر دی جاتی ہے لیکن شادی دولھا اور دلہن کے جوان ہونے تک نہیں ہوتی۔ مثل ہندوستان کے ایران میں بھی لڑکی کی تلاش لڑکے کے والدین یا دوسرے رشتہ دار کرتے ہیں۔ انتخاب کے بعد لڑکے کی ماں۔ یا دوسری عورتیں ایک انگشتری اور دو شالہ لیکر لڑکی کے گھر جاتی ہیں۔ اور لڑکی کے والدین سے کہتی ہیں۔ کہ "میلے دارم فلاں پسر را در غلامی فرمائید" یعنی ہماری تمنا ہے۔ کہ آپ فلاں لڑکے کو غلامی میں قبول فرمائیں۔ لڑکی کے والدین اس درخواست کو اگر کوئی سبب مانع نہ ہو تو قبول کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد مہر و جہیز کا تصفیہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔

ان امور کے طے ہونے پر دولھا کی جانب سے دلہن کی ماں کے لئے ایک کافی رقم حسب مقدور بھیجی جاتی ہے۔ جس کو ایرانی شیر بہا کہتے ہیں۔ دلہن کی ماں کے لئے کئی خوان میوہ کے اور متعدد کشتیاں لباس و زر کی بھیجی جاتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند روز کے بعد شادی شروع ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے عقد کا دن معین کیا جاتا ہے۔ جسکو ایرانی "روز شیرینی خورند" کہتے ہیں۔ عقد کے بعد کئی روز تک دعوتیں ہوتی رہتی ہیں اور رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ اور اس وقت تک دلہن اپنے ہی مکان میں رہتی ہے۔ شیرینی خورند کے روز دولہا معہ قاضی اور دوسرے ہمراہیوں کے دلہن کے گھر جاتا ہے اس کے ساتھ کئی نوکر بیش قیمت میوے چھوارے۔ بادام قند اور شکر کی کشتیاں لے کر جاتے ہیں۔ دلہن کے مکان پر پہنچکر عورتیں دلہن کے پاس چلی جاتی ہیں۔ اور مرد دولہا کے ساتھ ایک علیحدہ مکان میں بیٹھتے ہیں۔ عقد کے بعد دولہا اپنے دوستوں اور مہمانوں سے رخصت ہو کر زنانہ مکان میں جاتا ہے۔ وہاں تمام عورتیں اس کو مبارکباد دیتی ہیں۔ دولہا ہر ایک کو نذر دیتا ہے۔ امیروں میں عموماً ایک اشرفی نذر دیجاتی ہے۔ پھر دولہا اور دلہن ایک ہی دستر خوان پر شیرینی و میوہ وغیرہ کھاتے ہیں لیکن ایک دوسرے کو نہیں دیکھتے۔ جب تک رسومات ادا نہ ہوں دلہن کو سُرخ برقعہ اُڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد دولہا مردانے مکان میں جاتا ہے۔ اور زنانہ و مردانہ میں علیحدہ علیحدہ رقص و سرود کا انتظام کیا جاتا ہے۔ محفل گرم ہوتی ہے مہمانوں کی خاطر تواضع دل کھول کر کی جاتی ہے۔ میوہ اور مٹھائی کے کئی دور ہوتے ہیں۔ اور آخر میں کھانے سے فارغ ہو کر ہر ایک مہمان آئندہ رسم شادی میں شریک ہونے کا وعدہ کر کے رخصت ہوتا ہے۔

رسومات شادی دولہا کے مکان پر ادا کیجاتی ہیں۔ جو کئی روز تک ہوتی رہتی ہیں۔ ان ایام میں ہر روز دعوتیں دیجاتی ہیں۔ آخر روز دولہا جلوس کیساتھ غسل کرنے جاتا ہے۔ دلہن کے جانے سے پہلے دولہا کیلئے قیمتی لباس و انگشتری آتی ہے۔ دلہن شام کے وقت اپنی ماں کے ہمراہ گھوڑے یا گاڑی میں جلوس کے ساتھ دولہا کے گھر آتی ہے۔

جب بارات دولہا کے گھر پہنچ جاتی ہے۔ تو بکرے اور اونٹ دولہا کے مکان کی دہلیز میں ذبح کئے جاتے ہیں۔ تاکہ دلہن ان کے خون میں گزرے۔ اس کو ایرانی نیک فال خیال کرتے ہیں۔ اس روز دولہا کی طرف سے پر تکلف دعوت دیجاتی ہے۔ اور رسوم شادی ختم ہو جاتی ہیں*

خونخوار عورت

ولایات متحدہ امریکہ کی پولیس نے حال میں ایک مردم کش عورت کو گرفتار کیا ہے۔ اس عورت نے تین سے زیادہ مردوں کو قتل کر کے ایسی جگہ دفن کیا تھا۔ جہاں سے سراغ لگنا مشکل تھا۔ اس عورت کا نام "بیل جنیس" ہے۔ بیل جنیس کو مردوں کے قتل کرنے اور ان کی لاشوں کے چھپانے میں اتنا ہی کمال ہے۔ جتنا مشہور "لاندرو" کو فرانس میں تھا۔

بیل جنیس کا قاعدہ تھا کہ وہ کسی مرد کو پھانس گھر لاتی اُس سے نیاز کی باتیں کرتی۔ بالآخر اسے شادی کر لینے پر مجبور کرتی۔ جب اسکی تمام دولت کھینچ لیتی تو اُسے قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کرتی پھر آگ میں ڈال دیتی۔ اسکے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی مکان کے اندر دفن کر کے نئے شکار کی تلاش میں نکل جاتی تھی۔

اتفاق سے پولیس کسی کی تلاش میں اس مکان میں جا پہنچی جہاں یہ عورت لاشیں دفن کرتی تھی۔ چند لاشیں پولیس کو دستیاب ہوئیں۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ مردوں کی ہیں۔ اور ایک ہی ملک کے مردوں کی کیونکہ قاتلہ سویڈن، ناروے اور ڈنمارک کے مردوں کو زیادہ پسند کرتی تھی۔ مگر پولیس کو قاتل کا سراغ لگ نہ سکا۔ اور معاملہ پردہ راز میں رہ گیا۔

ایک دفعہ قاتلہ کے مکان میں آگ لگی۔ فائر بریگیڈ والے آگ بجھانے کے لئے دوڑ پڑے۔ اتفاقیہ ان کی نگاہ ایک مقبرے پر جا پڑی جس میں بیشمار لاشیں دفن تھیں۔ یہ ۱۹۱۰ء کا واقعہ ہے۔ قاتلہ فوراً گمنام ہوگئی مگر اپنا پیشہ نہیں چھوڑا۔ عرصہ تک وہ اسی طرح مردوں کو دام فریب میں پھانس کر قتل کرتی رہی یہاں تک کہ ۳۰ سال کے بعد ایک دفعہ پولیس کی گرفت میں آگئی۔

اس وقت اس کی عمر ۶۰ برس کی ہے۔ لیکن سن رسیدہ ہونے کے باوجود بھی کہتی ہے۔ کہ اگر آج بھی وہ قید سے رہا کر دی جائے تو مردوں کے قتل سے باز نہ آئے گی۔

ڈاکٹروں نے اس کا طبی معائنہ کیا۔ ان کا بیان ہے کہ اس وقت بھی اس کے ہوش و حواس بجا ہیں۔ جو کام وہ کرتی ہے۔ خوب سوچ سمجھ کر کرتی ہے۔ معائنہ کے لئے جب اُسے لایا گیا۔ تو چلا چلا کر کہنے لگی "میں دیوانی نہیں ہوں۔ میں پاگل نہیں ہوں۔ میرے ہوش و حواس درست ہیں میں کوئی کام بغیر سوچے سمجھے نہیں کرتی ہوں۔ اگر تمہیں اس کی بھنک بھی مل جائے۔ کہ میرے دماغ میں خلل ہے۔ تو تم لوگ میری توہین ضرور کرو گے"۔

جب اس سے کہا گیا کہ گناہوں سے توبہ کرے تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ کہ مرد چونکہ جنس لطیف کیساتھ نااتفاقی کرتا ہے۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر اس کا بدلہ لیا ہے۔

قاتلہ لاکھوں روپیہ کی مالک تھی۔ لکڑی کے بکسوں اور ٹین کے ڈبوں میں بھر بھر کر لاشوں کے پاس دفن کرتی۔ اور بوقت ضرورت کام میں لاتی تھی۔

گردشِ ایام کی نیرنگی

برلن (جرمنی) کے ایک غیر سرکاری ہسپتال میں ایک عورت بیماری کی حالت میں پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ اپنے کو زار روس کی بیٹی بتاتی ہے۔ ابھی تک یہ یقین تھا کہ ۱۷ جولائی ۱۹۱۸ء کو ایکٹرین برگ یعنی زار اپنے عیال و اطفال کے ساتھ سوویٹ گورنمنٹ کے حکم سے مار ڈالے گئے تھے۔ ایسی حالت میں یہ لڑکی کیونکر بچ گئی۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لڑکی کا بیان ہے کہ جب اس کے گولی لگی تھی۔ اس وقت وہ بیہوش ہوگئی تھی۔ اس کے بعد جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اپنے تئیں ایک کسان کی گاڑی میں پایا۔

جس وقت زار روس اور اس کے عیال و اطفال کی لاشیں اٹھائی جا رہی تھیں۔ اس وقت ایک شخص نے اس لڑکی کو زندہ پایا۔ باقی سب لاشیں پھونک دی گئیں۔ یہ شخص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سودیٹ گورنمنٹ کی سرکاری روڈ گارڈ نامی فوج کا آدمی تھا۔ یہ شخص اس لڑکی کو اپنے گھر لے آیا۔ اور اس کو اپنے ہاں اچھی طرح سے رکھا۔ اس کے بعد وہ شخص اس لڑکی کو لے کر رومانیہ چلا گیا۔ اور رومانیہ میں اس نے اس سے شادی کرلی۔ بعد میں ان کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس کا شوہر بخارسٹ (رومانیہ) کے ایک فساد میں کام آیا۔

اس لڑکی کے کپڑوں میں چند لعل پوشیدہ تھے۔ اس لئے شوہر کی وفات کے بعد ان لعلوں کو فروخت کرکے اپنے شوہر کے بھائی کے ساتھ وہ عورت برلن چلی آئی۔ اور کچھ عرصہ کی سکونت کے بعد مفلس ہوگئی۔ اور زندگی سے اسقدر بیزار ہوگئی۔ کہ ماہ فروری ۱۹۲۰ء میں اس نے خودکشی کا ارادہ کیا۔ لیکن غرق ہونے سے پہلے ہی وہ نکال لی گئی۔ اور ہسپتال میں داخل ہونے پر اس نے اپنا نام اناس بٹسپا بتایا۔ اور کہا کہ میں روس کے زار کی بیٹی ہوں۔ لوگوں نے اس کو پاگل سمجھ کر پاگلخانہ بھجوادیا۔ جہاں وہ دو سال تک رہی۔ اس پاگلخانہ سے ایک بڑھیا باہر نکلی۔ تو اس نے بتایا کہ پاگلخانہ کے اندر زار روس کی بیٹی اناس بٹسپا بند ہے۔ اس بات کا اسقدر چرچا ہوا کہ برلن کے ایک رئیس کے کان میں یہ بات پہنچی۔ اور اس نے کوشش کرکے "اناس بٹسپا" کو پاگلخانہ سے باہر نکلوایا۔ اور اپنے ہاں رکھا۔ اسی رئیس کی کوشش سے اناس بٹسپا کی چچی اس کو دیکھنے آئی۔ جو کوپن ہیگن رہتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک دایہ بھی تھی۔ جس نے اناس بٹسپا کو بچپن میں کھلایا تھا۔ اس نے اناس بٹسپا کو فوراً پہچان لیا۔ اور بعض ایسی باتیں بتائیں۔ کہ جس سے کامل یقین ہوگیا۔ کہ یہ زار روس کی بیٹی ہے ✦

(ماخوذ)

اہرام مصر

مصر کے مخروطی چوکونہ مینار اہرام مصر کہلاتے ہیں۔ ان پر جو کتبے ہیں۔ وہ ایسے حروف میں ہیں جنکو اس زمانہ میں ہر شخص نہیں پڑھ سکتا مصر کے قدیم باشندے ان کو اپنی مقدس چیزوں میں استعمال کرتے تھے۔ یا اسرار الٰہی سمجھ کر چھپاتے تھے۔ اگرچہ بعض مصرین کا خیال ہے۔ کہ اہل عرب ان میناروں کو بلحاظ ان کے دیرینہ سال اور پرانا ہونے کے اہرام کہتے ہیں۔ جو ہرم سے مشتق ہے۔ اور جس کے معنی بڑھاپے کے ہیں۔ مگر محیط المحیط میں (عربی لغت کی ایک مستند کتاب ہے) لکھا ہے۔ کہ ہرام ہرم کی جمع ہے۔ جو اصطلاح اہل مساحت وہندسہ میں کسی ایسی مخروطی شکل کی عمارت کو کہتے ہیں۔ جس کا قاعدہ مربع یا مثلث یا کثیر الاضلاع ہو۔ ان میں تین مینار بہت مشہور ہیں۔ جن میں ایک چھوٹا اور دو بڑے ہیں۔ دونوں بڑے مینار جن کو عرب بہ صیغہ تثنیہ اگرمان کہتے ہیں۔ چی آپس CHEOPS اور کیفرنیس CAPHERNINS کے نام پر مشہور ہیں۔ اور چی آپس والا مینار تو ایسا عدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور عظیم الشان ہے۔ کہ دنیا کے عجائبات میں شامل ہوتا ہے۔ یہ ایک چوکھونٹے چبوترے پر بنا ہوا ہے۔ جس کا ہر ایک ضلع سات سو تریسٹھ فٹ لمبا اور چار فٹ آٹھ انچ اونچا ہے۔ اور اس کے اوپر کچھ گھٹا کر ایک چبوترہ ہے۔ اور اسی طرح دو سو تین چبوترے اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں۔ یہ مینار ساڑھے سولہ بیگھے زمین میں ہے۔ اور اس کی بلندی ۴۵۶ فٹ اور چوٹی ۱۰ دس گز مربع کا چبوترہ ہے۔ مشہور یونانی مورخ ہیروڈوٹس HERODOTUS جو سنہ عیسوی سے چار سو برس پیشتر مصر کی سیر کو آیا تھا لکھتا ہے۔ کہ یہ مینار چی آپس بادشاہ کے عہد میں بیس برس کے عرصہ میں تیار ہوا تھا۔ اور اس پر ایک لاکھ آدمی کی مدد ہمیشہ لگی رہتی تھی۔ اور اس پر مصری حروف میں لکھا ہے۔ کہ کاریگروں کی صرف لہسن پیاز کی چٹنی میں ۴½ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔

اصل میں یہ مینار مصری بادشاہوں کے مقبرے ہیں۔ قدیم مصریوں کا اعتقاد تھا۔ کہ ان کے دنیاوی اچھے یا برے اعمال کے مطابق ان کی روحوں کو بھی سزا جزا دی جائے گی۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ارواح لطیفہ اوسی رس OSIRIS ۔ دیوتا کی ہمدم و ہم جلیس ہو جاتی ہیں اور ارواح خبیثہ حیوانی قلب میں آوارہ گشت لگاتی پھرتی ہے۔ جتنی زیادہ گنہگار روح ہو گی۔ اسی قدر زیادہ ذلیل جانور۔ جیسے سور۔ گدھ وغیرہ کا جسم ان کے قیام کو ملے گا۔

ان کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ ہزارہا سال کی یاداشت کے بعد روح کو پھر ایک بار جسد انسانی عنایت ہوتا ہے۔ اور روحیں پھر اپنے انسانی قلوب میں عود ہوتا کر آتی ہیں۔

یہ تھا قدیم مصریوں کا "مسئلہ حشر" جو اسلام اور مسیحیت میں مختلف صورتوں میں موجود ہے۔ مصری لوگ اپنی لاشوں کو محض اسی اعتقاد کی بنا پر مصالحہ اور ادویات لگا کر محفوظ رکھتے تھے۔ اور لاش گلتی سڑتی نہ تھی۔

ایسی نعشوں کو جن پر مصریوں نے عمل جراحی کیا ہو۔ اور وہ اپنی اصلی صورت پر قائم ہوں "ممی" ۔ MUMIES کہتے ہیں۔

ہزارہا سال کی ممی مثلاً ریمنز دوم RAMAS II ۔ اور سے ٹی اول (SE Ti) اس وقت قاہرہ کے عجائب خانہ میں موجود ہیں۔ باوجود قریباً قرن گذر جانے کے ان نعشوں کے چہرے مسخ نہیں ہوئے ہیں۔ بالکل اصلی حالت پر ہیں۔ اور وہ اب تک اسی خوشبو میں بسی ہوئی ہیں۔ جو تین ہزار سال ہوئے لگائی گئی تھی۔

مصریوں کا یہ بھی عقیدہ تھا۔ کہ جسم سے نکلی ہوئی روحیں کبھی کبھی اس قبر میں بھی آتی ہیں جس میں ان کا مردہ جسم مدفون ہوا۔ ان روحوں کے خوش کرنے کیلئے قدیم مصری بڑی جانفشانی سے بڑے بڑے مقبرے تعمیر کرتے تھے۔ نیل کے مغرب کی طرف قدیم تھیبیر THEBIS کے قریب بے شمار مقبرے پائے گئے ہیں۔ جو پہاڑوں کی چٹانوں میں تہ خانوں کی صورت کاٹ کر بنائے گئے ہیں۔ ان مقبروں کی دیواروں پر یہ لوگ

عام طور پر دلکش تصاویر اور نہایت عمدہ نقش و نگار بناتے تھے۔ اور لطف یہ کہ ان تصاویر میں ہی نقش مدفون کی زندگی کے حالات بیان کئے جاتے تھے۔ ان میناروں میں بھی اندرونہ خانے ہیں۔ جن میں فرعون جیسے جابر اور قہار بادشاہوں کی لاشیں موجود ہیں۔

چنانچہ خلیفہ مامون عباسی سنہ ۸۲۰ء میں مصر آیا تو اس چی آپس والے مینار کے اندر کی عمارت کے دیکھنے کا بہت شوق ہوا۔ اور اس نے فولادی ٹانکیاں بنوا کر پتھر کو کھدوایا تو ایک راستہ ملا جب اس میں گئے تو ایک چوکور باؤلی ملی جس کے چاروں طرف کی دیواروں میں کمرے کے دروازے تھے۔ اور ایک کمرے میں بہت سی لاشیں خوشبوؤں میں بسی ہوئی رکھی تھیں پھر اور ایک کمرے میں اس کے اوپر پتھر کے صندوق میں آدمی کی ایک مورت ملی جس کے سینہ پر جواہرات سے جڑا ہوا سونے کا سینہ بنا رکھا تھا۔ اور سونے کے پترے پر ایسے حروف کندہ تھے۔ جن کو کوئی نہ پڑھ سکا۔

بعض محققوں نے اس بڑے مینار کی پیمائش کے وقت یہ بھی دریافت کیا ہے۔ کہ اس مینار کے چاروں کونے بنانے والوں نے دنیا کی چاروں سمتوں کے ٹھیک مقابل بنائے ہیں۔ جس سے وہاں کا نصف النہار نہایت صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

دوسرا مینار جو کیفرنیس والا کہلاتا ہے اسکے چبوترے کا ہر ایک ضلع ۴۶۸ فٹ لمبا اور بلندی چوٹی تک ۴۵۶ فٹ ہے۔ اس مینار پر چڑھ کر دیکھو تو جنوب کیطرف دریائے نیل۔ شمال کی جانب پہاڑ اور ریگستان اور مغرب کی طرف فسبول کا جنگل اور مشرق کی سمت مقام جزہ اور فسطاط کے برج اور شہر قاہرہ کا مینار اور سلطان صلاح الدین ایوبی کا قلعہ سب عجیب لطف کا منظر پیدا کرتے ہیں۔

قدیم مورخوں نے اوّل الذکر مینار کے بانی کے نام اپنے اپنے لہجہ کے موافق مختلف لکھے ہیں جن میں سے ایک نام CHEOPS چی آپس ہے۔ جو انگریز مورخوں کے نزدیک زیادہ قابلِ اعتماد ہے۔ بہرحال چی آپس دو ہزار تین سو قبل از مسیح علیہ السلام مصر کے چوتھے خاندان کا بادشاہ ہوا ہے۔ یہ نہایت ہی خونریزی اور سفاکی کے ساتھ پچاس برس تک حکمران رہا۔

دوسرے مینار کے متعلق بعض مورخوں نے پہلے مینار کے بانی کا بیٹا اور بعض نے بھائی۔ اور جانشین بتایا ہے

شملہ میں لجنہ اماء اللہ کا قیام

مدت سے شملہ کی احمدی بہنوں کی خواہش تھی کہ لجنہ قائم کیجائے لیکن دور دور کی رہائش اور ملنے کی سہولتوں کے مہیا نہ ہونیکی وجہ سے یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اس سال جبکہ جماعت شملہ کا اکثر حصہ سرکاری دفاتر کیساتھ سردیاں گذارنے کیلئے یہیں آیا اور ہماری خوش قسمتی سے سب بہنوں کے مکان قریب قریب تھے تو احمدی بہنوں کو اپنی دیرینہ خواہش کے پورا کرنیکا موقع میسر آگیا۔ بہنوں کی خواہش اور جناب امیر خانصاحب منشی برکت علیصاحب کی کوشش سے انہیں کے خیمہ گاہ پر گذشتہ اتوار مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۱ء ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ لجنہ کا افتتاح جناب امیر نے ایک مختصر سی تقریر سے کیا جسمیں آپ نے لجنہ کی اغراض و مقاصد بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ عورتیں مردوں کا ایک حصہ ہیں انکو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے مردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے چندے کا انتظام بھی ان کو اپنے ہاتھ میں لینا ہوگا۔ لجنہ کی صدر صاحبہ جناب امیر کی اہلیہ محترمہ مقرر ہوئیں اور سکرٹری کے فرائض ادا کرنے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

اخبار مصباح - قادیان - دارالامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

مرسلہ محترمہ محبوبہ ظفرمند بنت حاجی عبدالقدوس صاحب شاہجہانپور "یو - پی"

پھول

یہ پھول میز پوش کے کونوں پر یا تکیہ کے غلاف وغیرہ پر بنایا جائے - تو نہایت اچھا معلوم ہوتا ہے ۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah